OPEN ACCESS
Al Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219
ISSN (PRINT): 2707-1200

ARJISH, Vol: 5, Issue: 3,
July to September 2021
DOI: 10.53575/arjish.v5.3(21)u7.73-85
http://www.arjish.com

طریقہ نقش بندیہ مجددیہ کا تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

Research and Analytical Study of Naqshbandiya Mujaddidiya Method

Muhammad Qasim*
Prof Dr. Matloob Ahmad**

Abstract

Various elders have determined the various ways to attain nearness to God and knowledge of God through their experiences. They are called methods. In this way, innumerable ways to reach Allah Almighty are revealed. But the Almighty has, through His knowledge, devoted himself to following the religion of Islam, the path chosen by the Holy Prophets, the truthful and the martyrs, the righteous. Therefore, the millions of saints and the great mystics have taken the various paths of divine knowledge. They seem to be separate. But they all have the same destination. Whichever path the seeker takes, one day he will reach his destination. The goal is to bring everyone closer to God.

Keywords: Research Study, Analytical, Method, Naqshbandiya Mujaddidiya.

تمہید:

مختلف بزرگوں نے اپنے تجربات سے قرب خداوندی و معرفت الٰہی حاصل کرنے کے جو متعدد راستے معین فرمائے ہیں۔انہیں طریق یا طریقت کہتے ہیں۔یوں تو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے ان گنت راستے بتلائے جاتے ہیں۔لیکن حق تبارک و تعالیٰ نے اپنی معرفت دین اسلام کی پیروی، انبیاء کرام، صدیقین و شہداء، صالحین کے اختیار کردہ راستہ کو مختص فرمایا ہے۔پس اولیائے کاملین و عارفین عظام نے معرفت الٰہی کے جو متعدد راستے اختیار فرمائے ہیں۔وہ گو بظاہر جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں۔لیکن ان سب کی منزل مقصود ایک ہی ہے۔ان میں سے سالک جس کسی راہ پر بھی چلے گا وہ ایک نہ ایک دن اپنی منزل مقصود پر پہنچ جائے گا۔مقصود سب کا تقرب ووصال الٰہی ہے۔

طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کا معنی ومفہوم:

1. طریقہ:

طریقت در حقیقت شریعت ہی کا باطن ہے کیونکہ اس علم میں باطنی احکام کی تعلیم دی جاتی ہے اور اس کا طریقہ بتلایا جاتا ہے۔یہ بھی شریعت کا ایک حصہ ہے۔شریعت جن اعمال واحکام کی تکمیل کا نام ہے۔ان اعمال واحکام کو حسن نیت اور احسن اخلاص کے کمال سے آراستہ کرکے نتائج شریعت کو درجہ احسان پر فائز کرنے کی کوشش علم الطریقت اور تصوف کی بنیاد ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

"یاَیھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوٓا الیہ الوسیلۃ"[1]

ترجمہ:"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔"

* Ph.D Research Scholar, The University of Faisalabad.
Email: qasim.vumcs@gmail.com, m.qasim2937@gmail.com
** Chairman, Department of Arabic And Islamic Studies, The University of Faisalabad.

فیروز اللغات کے اندر طریقت کی تعریف اس طرح ہے۔

"راستہ، تزکیہ باطن صوفیوں کا طریقہ جس سے روحانی کمال حاصل ہوتا ہے۔"[2]

سالک ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں غرق رہتا ہے۔ اس کے دل میں ماسوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی چیز نہیں ہوتی ہے۔ سالک ہر وقت ایسے کام کرنے کی طرف مائل رہتا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

" رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله "[3]

ترجمہ: وہ مرد ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔"

اور یہ لوگ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اللہ کی یاد میں محو رہتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

" واذكر ربك في نفسك" [4]

ترجمہ: "اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کر"

اور ایسے لوگ جب اللہ سے دعا کرتے ہیں تو پھر عام لوگوں کی طرح دعا نہیں کرتے ہیں بلکہ عاجزی اور گڑگڑاتے ہوئے اس سے دعا کرتے ہیں۔

" ادعوا ربكم تضرعا وخفية" [5]

ترجمہ: "اپنے رب سے دعا کرو گڑاگڑاتے اور آہستہ "

اور طریقت کے مترادف الفاظ سلوک اور تصوف کے ہیں۔

اور قرآن مجید میں لفظ طریقت کچھ اسی طرح بیان ہوا ہے

" وأن لو استقاموا على الطريقة"[6]

ترجمہ: "اور یہ طریقت پر استقامت سے رہتے تو ہم انہیں خوب سیر کرتے۔"

اور طریقت کے بارے میں شیخ محمد بن سلیمان بغدادی حنفی نقش بندی فرماتے ہیں کہ:

"جان لو! میرے بھائی کہ طریقت و سلوک (تلقین) میں جو راز ہے۔ وہ صرف اور صرف دلوں کا ارتباط ہے۔ جو طالب و مشائخ کے دلوں سے ہوتا ہوا۔ حضور اکرم ﷺ تک اور حضور ﷺ سے اللہ تک پہنچتا ہے اور مرید جب سلسلہ طریقت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کو بسا اوقات اپنے مشائخ کا وہ سلسلہ جو حضور اکرم ﷺ سے ہوتا ہوا اللہ تک پہنچتا ہے۔ بہت کم علم ہوا ہے جو طریقت میں بغیر سلسلہ کے داخل ہوا ہے۔ طریقت میں شمار ہی نہیں کیا جاتا۔ بعض مریدین ایسے بھی ہیں کہ جب اس سے شجرہ کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ جواب ہی نہیں دیتے۔"[7]

اصل میں طریقت اس طرز عمل، اور اس طریق کار کو کہتے ہیں جو شریعت کے مقرر کردہ عقیدہ، فکر اور فہیم و تدبر پر مشتمل ہو۔ جس کی اصل قرآن و حدیث سے ملتی ہو۔ جس پر سالک چل کر اپنی منزل مقصود پا لیتا ہے۔ اور اس منزل مقصود کو حاصل کرنے کے لیے جو روحانی طریقے اہل اللہ نے وضع کیے ہیں وہ اس زمرے میں آتے ہیں۔

2. نقش بند:

لفظ نقش بندیہ منسوب ہے نقش بند کی طرف، نقش بند کا معنی نقش کا دل پر ثبت ہونا، دل پر نقش کا ثبت ہونے سے مراد کمال حقیقی کی صورت کا مرید کے دل پر ثابت ہونا ہے۔ ان حضرات کا ذکر شروع سے لے کر حضرت شیخ بہاؤالدین نقش بند کا زمانہ تک انفرادی طور پر خفیہ اور محفل و جماعت میں ذکر ہوتا تھا۔ لہذا خفی ذکر مرید کے دل میں انتہائی تاثیر کرتا ہے تو گویا اس تاثیر کو نقش کیا گیا اور ذکر خفی کو بند کیا گیا۔ مراد ربط نقش ہے۔ نقش سے مراد ذکر کی لہر اور ربط سے مراد اس لہر کا ہمیشہ کے لیے ثابت رہنا اور کبھی بھی نہ سننا۔

نقش بند کے لغوی معنی:

"نقاش اور مصور کے ہیں۔"[8]

3. مجدد:

"مجدد: تجدید کرنے والا، پرانے کو نیا کرنے والا،
مجدد الف ثانی: دوسرے ہزار برس کا مجدد"[9]

طریقہ نقش بندیہ مجددیہ میں بہت بڑے رکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ہیں۔ لفظ نقش بندیہ کے ساتھ مجددیہ کا لفظ آپ ہی کی ذات شریف کی وجہ سے بولا جاتا ہے۔ آپؒ کے حالات عجیب و غریب ہیں۔ مقامات عالیہ قرب حق کے جو آپ نے فرمائے ہیں ان کی فہمید اور ادراک میں برے بڑے عرفاء حیران ہیں۔ آپ نے علم سلوک میں خوب تشریح کی ہے اور راہ طریقت کو مثل آئینہ کرکے دکھایا ہے اور راہ دان حق کو اپنی معرفت سے صاف اور سیدھا راستہ بتایا ہے اور اغلاط، شبہات راستوں سے بچایا ہے۔ آپ کے زمانہ سے بیشتر جو اولیاء اللہ گزرے ہیں ان سے وہ کلمات اور مقامات ثابت نہیں۔ جو آپ نے جدید فرمائے ہیں۔ اس واسطے آپ کو مجدد کہتے ہیں۔ اور آپؒ کے سلسلہ طریقت کو مجددیہ کہا جاتا ہے۔

طریقہ نقش بندیہ مجددیہ کی افضیلت:

چار طریقوں میں طریقہ نقش بندیہ مجددیہ کی افضیلت اس لیے کہ علم میں یکتا علماء اور اصحاب کشف، مشاہدہ پر یہ بات مخفی نہیں کہ طریقہ نقش بندیہ مجددیہ بہ نسبت دیگر طریقوں سے قرب خداوندی میں قریب ترین ہے اور مرید کے لیے توحید کے درجات پانے میں زیادہ مددگار اور آسان ہے کیونکہ طریقہ نقش بندیہ مجددیہ کی بنیاد تصرف و جذبہ کو پانے پر ہے جو سلوک کا مقدمہ ہے۔ تصرف و جذبہ مرید کے دل میں اس مرشد کامل کے ہاتھ سے حاصل ہوگا جس نے حضور کی اس وراثت کو پایا ہو۔

تصرف و جذبہ طریقہ نقش بندیہ مجددیہ میں ایک واسطہ اور بنیاد ہے اور سنت کا اتباع، بدعت سے اجتناب، عزیمت کو رخصت پر ترجیح دینا، برے اخلاق سے دور ہونا اور اچھے اخلاق و فضائل سے مزین ہونا طریقہ نقش بندیہ مجددیہ کی بنیاد ہے۔

طریقہ نقش بندیہ مجددیہ کو بیان کرتے ہوئے شیخ محمد بن سلیمان بغدادی لکھتے ہیں کہ:

"یہ ایسا طریقہ ہے جو قرب خدا تعالی کے لحاظ سے زیادہ قریب اور بہت زیادہ سالم محکم اور واضح اور ایک میٹھا، صاف ستھرا مشرب ہے۔ جوہر طعن و تشنیع کرنے والے کے طعن سے محفوظ ہے۔ بیجا طعن و غصہ کرنے والا شخص اس کی خصوصیات کا ادراک نہیں کر سکتا۔ اگرچہ وہ ایک فضیلت کا متحمل ہوا۔ اللہ تعالی نے ہمیں اس طریقہ کی وہ نفیس، عمدہ، خوشبو، نصیب کرے۔ جو علوم کے اسرار کے انوار کی مہر کے ساتھ مہر زدہ

ہو۔اللہ تعالی اس طریقہ کے مشائخ عظام پر رحم فرمائے۔"[10]

بندے کا کام بندگی ہے۔اور خداوندی تو اللہ تعالی کا کام ہے۔ بندے کی طرف سے جتنا بندگی اور اس کے لوازم یعنی عاجزی وانکساری کا زیادہ اظہار ہوگا۔اتنا ہی اللہ تعالی کی عنایات اور الطاف کا ورود بھی اس بندے کے حق میں زیادہ ہوگا۔

اس سلسلہ میں ملا حسین خباز نقش بندی اس طرح رقم طراز ہیں:

"اس سلسلہ عالیہ نے نہ صرف عوام الناس کو شریعت، طریقت پر چلنے کی تربیت دی۔ بلکہ قاہر اور جابر بادشاہان جہان کی ذہنی تربیت کر کے انہیں انسانیت کی خدمت پر لگا دیا اور ایشیائے کوچک کے دو فاتح جنہوں نے اپنی شمشیر خارا شگاف سے مشرق، مغرب کو زیر نگیں کیا۔ وہ حضرات خواجگان نقشبندیہ کی نگاہ تربیت سے پاکباز اور نیک سیرت بن گئے اور ان کے ہاتھ ظلم و ستم سے رک گئے۔ان کے دل و دماغ عوام کی بہتری کے لیے وقف ہو گئے۔ ایشائے کوچک سے چل کر سلسلہ نقش بندیہ کے جوار باب طریقت برصغیر پاک وہند میں آئے۔انہوں نے اکبر کے دین الٰہی کی بے دینی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ پھر اس مغل خانوادہ کے شہنشاہوں کو ایسی تربیت دی کہ وہ شاہ جہان اور اورنگزیب کی شکل میں شب بیدار بنے۔اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں سرشار ہوئے اور برصغیر میں ایسی ایسی عظیم الشان مساجد تعمیر کیں۔ جس کی مثال دنیا بھر میں نہیں ملتی۔"[11]

نفس انسانی کو اخلاقی و نفسانی برائیوں سے پاک کرنا، محاسن اخلاق سے آراستہ کرنا، خدا کی نافرمانی سے بچانا اور خوف و خشیت، یقین، توکل، اخلاص و محبت جیسی صفات پیدا کرنا، یہ طریقت کا صرف ایک حصہ ہے جبکہ طریقت کا اصل دوسرا حصہ ذکر و فکر اور عشق الٰہی کے ذریعے اپنی ذات سے فانی اور خدا کی ذات سے واصل ہونا ہے۔

اور سلوک مجددیہ میں کچھ اس طرح بیان ہوا کہ:

"طریق مجددیہ اصول نقشبندیہ پر مبنی ہے۔ جس کے امام حضرت شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی ہیں۔ آپ سے قبل سلوک نقشبندیہ مراقبات لطیفہ نقش کا تھا اور اسی حد تک تعلیم ایمانی تھی۔اس کے بعد مراتب و حقائق سبحانہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے آپ پر مکشوف فرمائے اس لیے کہ اللہ تعالی کے کمالات کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے اور نہ ان کے فیضان کا سلسلہ منقطع ہوا ہے۔"[12]

حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کی سیرت طیبہ کا ہر گوشہ بندہ مومن کے لیے اسوہ حسنہ ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر اللہ تعالی کی رضا اور محبوبیت حاصل ہوتی ہے۔اس لیے تمام سلاسل طریقت میں عموما جبکہ طریقت نقش بندیہ مجددیہ میں خصوصا اتباع سنت کا التزام ہوتا ہے۔ جس کی بدولت متبعین سنت کے لیے منازل سلوک طے کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔اس لیے غیر شرعی ورد و ظیفوں کی بجائے اس طریقہ میں مسنون وظائف و اذکار کو معمول بنایا جاتا ہے۔

نقش بندیہ مجددیہ کے اصل اصول:

طریقہ نقش بندیہ مجددیہ کے چند اصول ہیں۔ جن پر اس طریقہ عالیہ کا دار و مدار ہے اور ان پر عمل کیے بغیر نقش بندی مجددی سلسلہ کی نسبت حاصل نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ اصول اسلامی شرع کے مطابق ہیں اور مجددی سلسلہ میں خلاف شرع کام کرنے سے وہ لوازمات حاصل نہیں ہوتے ہیں جو ایک کامل سالک کو شریعت کی پابندی کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔

شاہ محمد ہدایت علی نقش بندی مجددیؒ نے نقش بندیہ مجددیہ کی اصل اصول کی چار چیزیں بیان کی ہیں:

"دوام حضور، بے خطرگی، جذبات، واردات"[13]

سالک طریقت جس قدر ان امور کا زیادہ اہتمام کرے گا۔ اسی قدر سلوک طریقت میں اسے ترقی حاصل ہو گی اور جس قدر ان امور میں کوتاہی کرے گا۔ اس قدر باطنی راستہ طے کرنے میں اسے تاخیر ہو گی۔ اصل میں سالک کا اول و آخر مقصد رضائے الٰہی ہوتا ہے۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے سالک ہر وقت شریعت محمدی ﷺ کی پیروی کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے اور وہ ترقی کی منازل طے کرتا جاتا ہے۔ آخر کار تمام کٹھن مراحل سے گزر کر ایک دن اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے جو سالک کا اصل الحصول ہوتا ہے۔

طریقہ ذکر کی تعلیم و دیگر ذرائع:

ذکر کرتے وقت سالک کی حالت ایسی ہونی چاہیے جیسے کہ ایک محبت زدہ شخص ہوتا ہے۔ وہ اپنے دل کا رنج چھپانے کی بڑی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اس کو چھپا نہیں سکتا۔ اب اگر سالک کے اندر جذبہ و بے خودی کی یہ حالت از خود پیدا نہیں ہوتی تو اسے چاہیے کہ کم سے کم اس وقت تو یہ کیفیت کوشش سے اپنے اوپر ضرور طاری کر لے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ:

"ابتدا میں ذکر کرنے کے سوا چارہ نہیں، آپ کو چاہیے کہ قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہوں کیوں کہ یہ مضغہ گوشت قلب حقیقی کے لیے حجرہ کی طرح ہے اور اسم مبارک اللہ کو اس قلب پر گزاریں اور اس وقت قصداً کسی عضو کو حرکت نہ دیں اور پوری طرح قلب کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھیں اور اپنی قوت خیالیہ میں قلب کی صورت کو جگہ نہ دیں اور اس کی طرف التفات نہ کریں، کیوں کہ مقصود قلب کی طرف توجہ کرنا ہے نہ کہ اس کی صورت کا تصور، اور لفظ مبارک اللہ کے معنی کو بیچونی و بے چگونی کے ساتھ ملاحظہ کریں اور کسی صفت کو اس کے ساتھ شامل نہ کریں اور حاضر و ناظر بھی ملحوظ نہ ہو، تاکہ آپ ذات تعالیٰ و تقدس کی بلندی سے صفات کی پستی میں نہ آ جائیں اور اس کی وجہ سے کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کرنے میں نہ پڑ جائیں اور بیچون کی گرفتاری سے چون کی شہود کے ساتھ آرام نہ پکڑیں، کیوں کہ جو چون کے آئینے میں ظاہر ہو وہ بیچون نہیں ہے اور جو کثرت میں نمودار ہو وہ واحد حقیقی نہیں، بیچون کو چون کے دائرے سے باہر ڈھونڈنا چاہیے اور بسیط حقیقی کو کثرت کے احاطے کے باہر تلاش کرنا چاہیے۔ اگر ذکر کرتے وقت پیر کی صورت بے تکلف ظاہر ہو تو اس کو بھی قلب کی طرف لے جانا چاہیے اور قلب میں نگاہ رکھ کر ذکر کرنا چاہیے تو جانتا ہے کہ پیر کون ہے، پیر وہ شخص ہے جس سے تو اللہ تعالیٰ کی جناب پاک تک پہنچنے کا راستہ حاصل کرے اور اس راستے سے تو اس سے مدد و اعانت میں کرے، صرف کلاہ و دامنی (چادر) اور شکرہ جو معروف ہو گیا ہے، پیر مریدی کی حقیقت سے خارج ہے اور رسم و عادت میں داخل ہے لیکن اگر شیخ کامل و مکمل سے کوئی کپڑا آپ کو تبرک کے طور پر حاصل ہو جائے اور آپ اعتقاد و اخلاص کے ساتھ اسے پہن کر زندگی گزاریں تو اس صورت میں بہت سے فائدوں اور ثمرات کے حاصل ہونے کا بھی قوی احتمال ہے، اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ خواب اور واقعات اعتماد اور اعتبار کے لائق نہیں ہیں۔ اگر کسی نے اپنے آپ کو خواب میں بادشاہ دیکھا یا قطب وقت معلوم کیا تو وہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے، ہاں اگر خواب اور واقعے کے بغیر بادشاہ ہو جائے یا قطب بن جائے تو البتہ مسلم ہے، پس جو احوال و مواجید بیداری اور ہوش کی حالت میں ظاہر ہوں ان میں اعتماد کی گنجائش ہے ورنہ نہیں اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ذکر کا نفع اور

اس پر اثرات کا مترتب ہونا شریعت کے احکام بجالانے پر وابستہ ہے، پس فرائض و سنن کے ادا کرنے اور حرام و مشتبہ امور سے بچنے میں اچھی طرح احتیاط کرنی چاہیے اور قلیل و کثیر (احکام) میں علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور ان کے فتوے کے موافق زندگی بسر کرنی چاہیے۔"[14]

سالک جب طاعات اور ذکر واذکار کے معنوی نتائج کو اپنے اندر قائم و مستقر کرے تو پھر اسے اوراد کو اوراد سمجھ کر ان کا وظیفہ نہ کرے۔ بلکہ وہ اس طرح ذکر کرے جس طرح اہل عشق و محبت ذکر کرتے ہیں۔ ذکر کے معاملہ میں سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہے جو صحیح امتزاج ہو اور اس میں جذبہ عشق و محبت کی شدت ہو لیکن جو شخص بطعا کا اہل ہو یا اس کے مزاج میں فطرطا کوئی خلل ہو یا اس پر عشق و محبت کا زیادہ اثر نہ ہوتا ہو۔ ذکر واذکار میں اعلی مقام تک رسائی نصیب نہیں ہوتی۔

کام کا دارومدار دل پر ہے۔ اگر دل ٹھیک ہے تو سب کچھ ٹھیک ہے۔ اگر دل میں میل کچیل ہے دل میں خرابی ہے تو سب کچھ خراب ہے۔ چنانچہ آپ ایک مکتوب فرماتے ہیں کہ:

"کام کا دارومدار دل پر ہے۔ اگر دل حق تعالی کے غیر کے ساتھ گرفتار ہے تو خراب و ابتر ہے۔ محض ظاہری اعمال اور رسمی عبادات سے مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ ماسوائے حق کی طرف توجہ کرنے سے دل کو سلامت رکھنا اور اعمال صالح جو بدن سے تعلق رکھتے ہیں اور شریعت نے جن کے بجالانے کے لیے حکم کیا ہے۔ دونوں درکار ہیں۔ بدنی اعمال صالحہ کی بجاآوری کے بغیر دل کی سلامتی کا دعوی کرنا باطل ہے۔ جس طرح اس جہان میں بدن کے بغیر روح کا ہونا متصور نہیں ہے۔ اسی طرح دل کے احوال بدنی اعمال صالحہ کے بغیر محال ہیں۔"[15]

اور آپؒ کے نزدیک سیر و سلوک سے مقصود دلی امراض کا دور کرنا ہے۔

"پس سیر و سلوک اور تزکیہ نفس و تصفیہ قلب سے مقصود آیہ کریمہ فی قلوبھم مرض [16] میں اشارہ کیا گیا ہے۔ دور ہو جائیں تاکہ ایمان کی حقیقت حاصل ہو جائے اور ان امراض و آفات کے باوجود اگر ایمان ہے تو وہ حرف ظاہری اور رسمی طور پر ہے۔"[17]

حق تعالی کا فیض ہمیشہ خاص و عام پر وارد ہے۔ لیکن جنس کے لحاظ سے فرق پڑتا ہے۔ جس سے فیوض، برکات حاصل کرتے ہیں۔ تاخیر و تقدیم ہوتی ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو فوری طور پر درجات حاصل کر لیتے ہیں۔ کوئی عمر بھر اپنی زندگی گزار دیتے ہیں۔ یہ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے۔ اگرچہ حق تعالی کا فیض خواہ اولاد، احوال کی قسم سے ہو اور خواہ دریت وارشاد کی جنس سے ہو۔ ہر خاص و عام اور کریم و لئیم پر بلا تفرقہ ہمیشہ وارد ہے۔ لیکن بعض فیوض کے قبول کرنے اور بعض کے قبول نہ کرنے میں فرق اسی طرف سے پیدا ہوتا ہے۔

"وما ظلمهم الله ولكن انفسهم يظلمون"[18]

ترجمہ: "اللہ تعالی نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔"

موسم گرما کا سورج دھوبی اور کپڑے پر یکساں چمکتا ہے۔ لیکن دھوبی کا چہرہ سیاہ اور اس کا کپڑا سفید ہو جاتا ہے۔ یہ عدم قبول حضرت حق تعالی و تقدس کا جناب پاک سے روگردانی کا سبب ہے۔ روگردانی کرنے کے لیے بدبختی لازم اور نعمت سے محرومی واجب ہے۔ اس جگہ کوئی یہ نہ کہے کہ بہت سے روگرداں ایسے ہیں۔ جو دنیا کی ناز و نعمت سے ممتاز ہیں اور ان کی روگردانی ان کی محرومی کا باعث نہیں ہونی چاہیے کہ وہ بدبختی ہے۔ جو استدراج کے طور پر اس کی خرابی کے لیے نعمت کی صورت میں ظاہر کی گئی ہے۔ تاکہ اس روگردانی و گمراہی میں مستغرق رہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

"ایحسبون انما نمدھم بہ من مال وبنین،نسارع لھم فی الخیرت بل لا یشعرون"[19]

ترجمہ: "کیاوہ گمان کرتے ہیں کہ ہم جو مال واولاد دیتے رہتے ہیں یہ ہم ان کے لیے بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں بلکہ وہ نہیں سمجھتے۔"

پس دنیا کی ناز و نعمت جو اعراض ورو گردانی کے باوجود حاصل ہو عین خرابی ہے اس سے بچنا چاہیے۔

اللہ تعالی نے انسان میں چند لطیفے ودیعت فرمائے ہیں اور ان میں سے ہر ہر لطیفے کی اپنی الگ الگ خاصیت ہے۔ سالک راہ طریقت طے کرتے وقت ایک لطیفے سے ترقی کر کے دوسرے لطیفے میں پہنچ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے سلوک کی منزل پوری ہو جاتی ہے اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نزدیک ان لطائف کی تعداد سات ہے۔ جو کہ اس طرح ہیں کہ :

"انسان کے سات لطیفوں کے موافق سب سات قدم ہیں۔ دو قدم عالم خلق میں ہیں جن کا تعلق قالب اور نفس کے ساتھ ہے اور پانچ قوم عالم امر میں ہیں۔ جو قلب وروح وسر خفی واخفی کے ساتھ وابستہ ہیں اور ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم میں دس ہزار پردے پھاڑنے پڑتے ہیں خواہ وہ پردے نورانی ہوں یا ظلماتی۔ تحقیق اللہ تعالی کے لیے ستر ہزار پردے نور اور ظلمت کے ہیں۔

پہلے قدم میں جو عالم امر میں لگاتے ہیں۔ تجلی افعال ظاہر ہوتی ہے۔ دوسرے قدم پر تجلی صفات اور تیسرے قدم پر تجلیات ذاتیہ کا شروع آجاتا ہے۔ علی ھذاالقیاس درجوں کے تفاوت کے لحاظ سے ترقی ہوتی جاتی ہے۔ جیسا کہ اس راستہ کے سالکوں پر مخفی نہیں ہے اور سات قدموں میں سے ہر ایک قدم پر اپنے آپ سے دور ہوتا جاتا ہے اور حق تعالی کے نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ حتی کہ ان قدموں کے تمام ہونے تک قرب بھی پورا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد فنا اور بقا سے مشرف ہوتے ہیں اور ولایت خاصہ کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں۔"[20]

یہاں طریقت اور سلوک کے پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے۔ جن کا تعلق سالک کے ارادہ مقصد اور اس کے مجاہدے اور ریاضت سے ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ لاالہ الا اللہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

"یہ وہ مبارک کلمہ ہے۔ جو طالب کو ماسوا سے بچا کر کشاں کشاں مطلوب کی طرف لے جاتا ہے۔ اس پاکیزہ کلمہ کا بکثرت ذکر کرنے والے بعض خوش بخت اپنے اندر خاص فنائیت محسوس کرتے ہیں اور ہر سانس میں کئی مرتبہ مرتے ہیں۔"[21]

اور لاحول ولا قوۃ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس ذکر سے کس طرح اللہ تعالی اپنی رحمت خاص لوگوں پر کرتا ہے۔

"جو شخص اس (لاحول ولا قوۃ) کی کثرت کرتا ہے۔ اللہ تعالی اس کی طرف اپنی نظر رحمت فرماتا ہے اور جس کی طرف اللہ تعالی نظر رحمت فرماتا ہے۔ وہ دنیا وآخرت کی بھلائی کو پالیتا ہے۔ یہ کلمہ ننانوے مصیبتوں کے لیے دوا ہے۔ ان میں سے ادنی مصیبت غم ہے۔"[22]

حضرت میرزا جان جاناں شہید انسان کے لطائف عشرہ کے بارے میں اپنے خیال کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ :

"انسان دس اجزاء سے مرکب ہے۔ جسے لطائف عشرہ کا نام دیا گیا ہے۔ ان میں سے پانچ عالم خلق سے ہیں اور وہ نفس اور عناصر اربعہ ہیں اور پانچ عالم امر سے ہیں یعنی وہ عالم جو جسمانی اوصاف اور لوازم سے پاک اور مبرا ہے اور وہ قلب، روح سرہ خفی اور اخفی ہے۔ حق تعالی نے انسانی ہیکل تخلیق کرنے کے بعد جو کہ عالم خلق کے اجزاء سے مرتب اور مرکب ہوا ہے۔ عالم امر کے خمسہ سے ہر ایک کو جو عرش کے اوپر لامکانی سے موصوف ہے۔ انسانی جسم میں مناسب مقام پر رکھ کر تعلق بخشا ہے تاکہ انسان خلق اور امر کا جامع ہو جائے اور اسم صغیر کا مستحق ہو جائے۔"[23]

کمال لطائف عشرہ کے حصول اور فنا کے بعد تجلی وجدانی ہیت پر پڑتی ہے۔ جب لطائف خمسہ عالم امر سے فارغ ہو جاتے ہیں اور معاملہ لطائف عالم خلق سے متعلق ہو جاتا ہے اور وہ نفس اور عناصر اربعہ ہیں۔ پہلے نفس مطمئنہ حاصل ہوتا ہے اور پھر رضا سے مشرف ہوتا ہے اور پھر اسلام حقیقی حاصل کرتا ہے۔ اس کے بعد عناصر اربعہ کے اصولوں کی سیر ہوتی ہے۔ اس کے بعد کمالات نبوت، قرآن کے حروف مقطعات کا کشف، متشابہات، کمالات رسالت اور کمالات اولوالعزم حاصل ہوتے ہیں۔

اور آپؒ ذکر جہر اور ذکر فقہی میں فرق بیان کرتے ہوئے اس کی وضاحت کچھ اس طرح کرتے ہیں کہ :

"ذکر لسانی جو ذکر قلبی کے ساتھ کہا جائے۔ ذکر کی تمام اقسام میں یہ سب سے مکمل قسم ہے۔ اسکی دو اقسام ہیں۔ ایک یہ کہ ذاکر ذکر میں اسماع نفس پر اکتفا کرے اور اس کو شرح کی زبان میں ذر خفی کہتے ہیں۔ دوسرا ذکر وہ ہے۔ جو دوسروں کو بھی سنائی دے اسے شرح میں جر کہتے ہیں اور خاص قوتوں پر بعض مصلحتوں کی وجہ سے جر کو خفی پر فضیلت ہے لیکن مطلق افضل نہیں ہے۔"[24]

ذکر خفی میں یہ حکمت ہے کہ نفس عمل سمع اور ریا سے پیدا ہونے والے فساد سے محفوظ رہتا ہے۔ جو قبول عمل میں مانع ہے اور ذکر خفی کو ذکر جہر پر فضیلت ہے۔ لیکن ذکر جہر اطوار معمولہ کے ساتھ آج کے دور میں رواج پا گئے ہیں۔

حضرت خواجہ محمد عثمان درمانیؒ اللہ تعالی کی معرفت حاصل کرنے کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ :

"جو شخص اللہ تعالی کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ دنیوی جاہ فضیلت کی پرواہ نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے عارضی سانسوں کو اللہ تعالی کے ذکر و فکر میں گزارتا ہے۔ ایسا کرنا بڑا مشکل ہے۔ ہزاروں میں سے ایک ہی جانباز ملتا ہے۔ جو سر دھڑ کی بازی لگا دیتا ہے۔"[25]

انسان کے اندر دو چیزیں اکھٹی نہیں ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ یہ ایک دوسرے کی ضد ہوتی ہیں۔ جیسا کہ اندھیرا اور روشنی و آگ اور پانی اکھٹے نہیں ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح روحانیت اور دنیاوی لالچ اکھٹا نہیں ہو سکتا ہے۔

ایک دوسرے مکتوب میں پانچ وقت نماز ادا کرنے اور ذکر میں مشغول رہنے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

"ذکر اسم ذات میں اپنی ہمت صرف کر دیں۔ آپ فرصت کے وقت اپنے کام میں سر گرم رہیں اور جہاں تک ہو سکے بغیر کسی سستی و کاہلی کے پانچ وقتہ نماز باجماعت اول وقت میں ادا کریں۔ غیر شرعی کاموں سے پرہیز رکھیں۔"[26]

موت کا وقت مقرر ہے نہ ایک ساعت پہلے آتی ہے۔ نہ ایک ساعت پیچھے ہٹتی ہے۔ ہاں جس نے اللہ کی یاد میں زندگی گزاری وہ کامیاب ہوا۔ فلاح پانے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں۔

محمد سراج الدین نقش بندی مجددی لکھتے ہیں کہ :

"حضور قلبی کے ساتھ اللہ کی یاد کی جائے۔ حرکت قلب یا دوسرے آثار کا کوئی اعتبار نہیں۔ بس ہمارا کام تو یہ ہے کہ اپنے عارضی اوقات کو عبادات و افکار سے معمور رکھیں۔"[27]

اس اقتباس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حرکت قلب یا دوسرے آثار کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور ذکر کا اصل مقصد حضور قلبی کے ساتھ اللہ کی یاد کرنا ہے۔ اور ذکر کی لذت کی پرواہ نہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

"جس کام کو کر رہے ہو۔ اس کو کرتے رہو یعنی ذکر میں لگے رہو لذت و بسط محسوس ہونے لگے گا۔"[28]

ہر ایک مقام کا دائرہ ہوتا ہے۔ اور یہ دائرہ مکان سب سے پہلا دائرہ ہے اور دائرہ امکان کے حالات سالک پر ذکر قلبی اور ذکر کثیر میں گزر جاتے ہیں۔ محمد ہدایت علی شاہ نقش بندی مجددی فرماتے ہیں کہ :

"دائرہ ہر مقام کے واسطے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دائرہ کا کوئی پہلو کوئی کونہ کوئی سمت کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اسی طرح قرب حق میں ہر مقام میں کوئی سمت اور کوئی حد نہیں ہے۔ لہذا دائرہ کو مقامات سے نہایت مناسبت ہے۔"[29]

در حقیقت ہمہ اوست اور ہمہ از اوست کا فیصلہ بھی اسی دائرہ سے ہوتا ہے کیونکہ دائرہ نقطہ سے بنتا ہے۔ اور خود بخود وجود دائرہ نہیں ہے۔ لیکن وجود نقطہ اور وجود دائرہ دونوں الگ الگ ہیں۔ نہ دائرہ کو مرکز سے وصل و حلول و اتحاد ہے اور نہ مرکز کو دائرہ سے۔ جب باوجود پیدائش دائرہ کو مرکز سے تعلق اور وصل نہیں ہے تو پھر خدا سے خلق کا تعلق عین یا اتحاد اور وصل کیسے ہو سکتا ہے۔

سلطان اذکار:

اللہ پاک قرآن مجید فرقان حمید میں اپنے ذکر کے بارے میں فرماتا ہے کہ :

"الله واذكروا الله كثيرا لعلكم تفلحون"[30]

ترجمہ: اے مومنو! خدا کا ذکر زیادہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

اس آیت کے حوالے سے محمد ہدایت علی شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ :

"اس ذکر کی کئی اصطلاحیں مقرر ہیں۔ اس کو سلطان الاذکار اور ذکر کثیر بھی کہتے ہیں۔ سلطان الاذکار کا ذکر قلبی کی انتہا ہونے پر شروع ہوتا ہے۔"[31]

اثنائے حال سلطان الاذکار میں سالک سوائے ذکر خدا کے کچھ نہیں سنتا۔ لیکن اپنے خیال اور عقل و تمیز سے کسی کی بات سننا چاہے تو سنتا ہے۔ مگر ذکر حق کی آواز بھی تمام خلق سے برابر سنتا رہتا ہے۔

اگر سالک دائروں کے قطع کرنے کے بعد مراقبہ مسمی الظاهر کرے اور اس مراقبے کو مورد فیض یعنی لطیفہ نفس اور عالم امر کے لطائف خمسہ کا خیال کرے تو نسبت باطن میں بڑی قوت اور وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔

شاہ ابو سعید فاروقی مجددی لکھتے ہیں کہ :

"جاننا چاہیے کہ جیسے اسماء وصفات کے ظلال سے تمام خلائق کے تعینات (سوائے انبیاء کرامؑ اور ملائکہؑ کے) کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس لیے اس مراقبہ کی سیر کو ولایت صغری کہا گیا ہے اور اسماء وصفات و شیونات کے مراقبے کی سیر جو انبیاء کرامؑ کے تعینات کی ابتدا ہے ولایت کبری کہی جاتی ہے، اور ملائکہ عظام کے تعینات کی ابتدا جسے ولایت علیا کہتے ہیں آگے آتی ہے۔"[32]

مستعد و فہیم طالبان پر سلوک کے تمام مقامات میں توجہ دینی چاہیے اور جن طالبوں کو دوسرے سلسلوں میں اجازت ملی ہو۔ سب سے پہلے ان سے دریافت کیا جائے کہ انہوں نے کچھ چیز حاصل کی ہے یا نہیں۔ دونوں صورتوں میں ابتدا سلوک سے توجہ مفید ہو گی چنانچہ حضرت شاہ احمد سعیدؒ لکھتے ہیں کہ :

"جو طالب کہ مستعد، سمجھ دار ہوں سلوک کے تمام مقامات میں ان پر توجہ دی جائے۔ آپ کے باطن احوال اور اس میں ترقی جان کر ہم خدا

وند جل جلالہ کا شکر بجالائے۔"[33]

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی سالک کسی اور سلسلہ میں داخل ہے تو اس میں سلوک کی منازل میں اگر کمی رہ گئی ہے تو اس سلسلہ میں رکی کمی کو بھی پورا کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ سلسلہ شریعت اسلام کے مطابق ہے۔

قرب کا طریقہ رابطہ شیخ ہے۔ رابطہ شیخ بھی قرب خدا تعالی کا ایک مستقل ذریعہ ہے مراد رابطہ سے اپنے شیخ کے ساتھ دلی تعلق ہے اور اپنے خیال میں شیخ کی صورت کو یاد کرنا ہے۔ اگرچہ شیخ غائب ہی کیوں نہ ہو۔ شیخ کی طرف دیکھنے کا فائدہ باطنی کا حاصل ہونا ہے۔ چنانچہ محمد بن سلیمان بغدادی حنفی نقش بندی لکھتے ہیں کہ :

"شیخ ایک پرنالے کی مثل ہے۔ جس سے شیخ کے بحر فیض سے قلب مرید پر فیض نازل ہوتا ہے اور اگر رابطہ میں کوئی فتور ہو جائے۔ تو "المرء مع من احب "[34] کی بناء پر شیخ کی صورت اپنے خیال میں جمائے تو صورت شیخ کے جمانے سے رابطہ شیخ پختہ، راسخ ہو جاتا ہے اور مرید شیخ کے اوصاف واحوال کے ساتھ متصف ہو جاتا ہے۔"[35]

اگر سالک شیخ کے تصور کے دوران سکر یا غیب (خود کو گم پانا) کی کیفیت کو پائے تو پھر تصور شیخ کو چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ یہ خلاف شرح کام ہے۔

ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ دل کے ساتھ اور زبان کے ساتھ۔ دل کا ذکر سب اذکار سے اعلی وارفع ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالی کی عظمت و جلال، جبروت وملکوت میں فکر کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ لکھتے ہیں کہ :

"ذکر دل وزبان دونوں کے ساتھ ہوتا ہے سب سے افضل وہ ذکر ہے۔ جو دل زبان دونوں کے ساتھ ہو۔ اگر دونوں میں سے ایک کے ساتھ ذکر کرنا ہو تو پختہ قلبی ذکر افضل ہے۔"[36]

سید عبداللہ شاہ نقش بندی مجددی ولایت صغری کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

"ولایت صغری میں تجلیات ظلال اسماء وصفات کے ساتھ بعد عروج ولایت کبری میں تجلیات اسماء، صفات کے ساتھ یہ سیر وابستہ تھی۔ جو ایمان شہودی کے مراتب ہیں۔ ان مدارج سے بادرجہ کمال عروج ہونے پر معاملہ سیر سالک ذات سے بھی وابستہ ہوا۔ جو ایمان حقیقی کا مرتبہ ہے۔ ایمان وشہود مثل بدر کامل ہے جو آسمان ولایت پر چمکتا ہے۔"[37]

اور مراقبہ معبودیت صرفہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ :

"جو معبودیت صرف ہے بواسطہ حضرت پیرو مرشد میری ہسیاۃ وحدانی پر فیض آتا ہے۔ اس مرتبہ میں قدم کی گنجائش نہیں اور وحانی قدمی سیر تمام ہو چکی کیونکہ وہ معبودیت ہی کے مقام حقیقت صلوۃ تک تھی البتہ روحانی نظارہ کی ممانعت نہیں ہے اور روحانی نظری ہوتی رہتی ہے۔"[38]

در حقیقت ہر نوع کی عبادت کا استحقاق بجز ذات حضرت احدیث مجردہ اور کسی کو حاصل نہیں اگرچہ وہ اسماء، صفات الہیہ ہی کیوں نہ ہوں۔ ممکنات بے چارے سارے کے سارے جو بھی ہوں ان کی حقیقت ایسی نہیں ہے کہ وہ اس قابل ہو سکیں۔ اس مقام میں شرک کی بالکل بیخ کنی ہو جاتی ہے۔

اصل میں محبت الٰہی کا نقطہ کمال یہ ہے کہ انسان اللہ کی رضا پر راضی ہو جاتا ہے اور اللہ کے ساتھ بندہ کی محبت کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ:

" تربهم ركعا سجدا يبتغون فضلا من الله ورضوان"[39]

ترجمہ: "اے دیکھنے والے تو انہیں دیکھتا ہے کہ وہ کبھی رکوع اور کبھی سجود میں ہیں۔ ہر طرح اللہ سے اس کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلبگار ہیں۔"

ان کی سعی کاوش، عبادت اور شب بیداریاں ان سب کا مقصد وحید رضا الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔ ان کی عبادت کا محرک خواہش جنت نہیں ہوتی۔ وہ اس لیے گریہ وزاری نہیں کرتے کہ دوزخ سے نجات پاجائیں بلکہ وہ محبوب حقیقی کو راضی کرنا چاہتے ہیں اور اس مقصد کے لیے اپنی ہستی کو اس طرح سپرد رضائے الٰہی کر دیتے ہیں جیسا کہ وہ مردہ غسال کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔

خلاصۃ البحث:

حاصل بحث یہ ہے کہ سنت کی اتباع اور شریعت کی پیروی اس سلسلے کی امتیازی خصوصیت ہے۔ سلسلہ عالیہ نقش بندیہ دراصل صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے۔ لہذا اس کے مشائخ عظام اس اصل کی رعایت سے نہ اس میں کسی چیز کا اضافہ کرتے ہیں اور نہ اس میں کوئی چیز کم کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کی بندگی و عبودیت کے دوام سے عبارت ہے۔ ظاہر و باطن میں روشن سنت کو کامل طور پر لازم پکڑنا، عزیمت پر عمل کرنا، تمام بدعتوں اور رخصتوں سے اجتناب کرنا، اور عادات و معاملات کے لحاظ سے تمام اعمال میں حضور ﷺ مع اللہ کا دوام اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو بھلا دینا اور ترک کرنا اس کا طرہ امتیاز ہے۔ اور اس تمام بحث سے یہی بات سامنے آتی ہے کہ شریعت مطہرہ کی پابندی کرتے ہوئے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے ساتھ تجلیات ربانی کا مشاہدہ کرنا تصوف و طریقت اور معرفت ہے۔

حوالہ جات

1. المائدہ35:5
2. فیروزالدین، مولوی "فیروز اللغات" لاہور، فیروز سنز، 2005، ص929
3. النور37:18
4. الاعراف205:7
5. الاعراف55:7
6. الجن72-16
7. محمد بن سلیمان، شیخ، بغدادی، حنفی، نقش بندی، "تحفہ نقش بندیہ" مترجم، مولانا سلطان احمد افغانی، لاہور، دارالاخلاص، 1433ھ، ص25
8. فیروز اللغات، ص1437
9. فیروز اللغات، ص1266
10. محمد بن سلیمان، امام، بغدادی، نقش بندی "تحفہ نقش بندیہ" مترجم مولانا سلطان احمد افغانی، لاہور، دارالاخلاص، کریم تحقیق اسلامی 1234ھ، ص39-38
11. حسین خباز، ملا، نقش بندی "معمولات حضرات نقش بندیہ" مترجم ملک فضل الدین نقش بندی، لاہور، سنی لٹریچر سوسائٹی، جون 1996، ص3
12. ابوالحسنات، عبداللہ شاہ، سید "سلوک مجددیہ" حیدرآباد مینار بک ڈپو سیلز اینڈ پبلشرز، س۔ن، ص6-7

13. محمد ھدایت علی، نقش بندی، مجددی: "معیار سلوک "کان پور مطبع انتظامی س۔ن،ص50
14. مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب190
15. مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب39
16. البقرہ20:2
17. مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب46
18. آل عمران117:3
19. المومنون56-55:57
20. مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب58
21. عروۃ الوثقی، محمد معصوم، خواجہ "اذکار معصومیہ "مترجم نور الحسن تنویر، لاہور، تنظیم الاسلام پبلی کیشنز، 2016، ص44
22. ایضاً، ص145
23. غلام علی دہلوی، شاہ "مقامات مظہری "مترجم محمد اقبال مجددی، لاہور، پروگریسو بکس، 2015، ص478
24. ایضاً، ص452
25. محمد عثمان دامانی، خواجہ "مکتوبات عثمان دامانی تحفہ زاہدیہ "مترجم محمد احمد نقش بندی، مجددی، کراچی، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، 2020، مکتوب18، ص72
26. مکتوبات عثمان دامانی، مکتوب21، ص77
27. سراج الدین، خواجہ، مولانا "مکتوبات خواجہ سراج الدین تحفہ زاہدیہ" مترجم محمد احمد نقش بندی مجددی، کراچی، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، 2020، مکتوب24، ص204
28. مکتوبات خواجہ سراج الدین، مکتوب31، ص214
29. محمد ہدایت علی شاہ، نقش بندی، مجددی، "معیار سلوک "کانپور، در مطبع انتظامی، س۔ن، ص109
30. الجمعہ62:10
31. معیار سلوک، ص103
32. ابوسعید فاروقی، مجددی، شاہ "ہدایت الطالبین "مترجم پروفیسر، ڈاکٹر غلام مصطفی خاں، نقش بندی، حیدر آباد، مکتبہ مجددیہ، 2013ء، ص52
33. شاہ احمد سعید، دہلوی، "مکتوبات حضرت شاہ احمد سعید تحفہ زواریہ "مترجم محمد ظہیر الدین، کراچی، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، 2011، مکتوب4، ص19
34. صحیح بخاری، باب المرء مع من احب، رقم6170، صحیح مسلم، باب المرء مع من احب، رقم2641
35. محمد بن سلیمان، بغدادی، حنفی، نقش بندی، شیخ "تحفہ نقش بندیہ "مترجم مولانا سلطان احمد افغانی، لاہور، دار الاخلاص، 1433ھ، ص69
36. ایضاً، ص77
37. ابوالحسنات، سید عبداللہ، شاہ "سلوک مجددیہ "حیدر آباد، مینار پبلیشرز، س۔ن، ص80
38. سلوک مجددیہ، ص91
39. الفتح29:48

References

1. Al Maidah: 35:5
2. Ferozudin, Molvi “Feroz Al Lughat”, Lahore, Feroz Sans, 2005, p. 929.
3. Al Noor: 37:18

4. Al Aeraf: 205:7
5. Al Aeraf: 55:7
6. Al Jinn: 16:72
7. Muhammad bin Suleman, Shaikh, Baghdadi, Hanfi, Naqshbandi, “Tuhfa Naqshbandi” Mutarjum: Molana Sultan Ahmed Afghani, Lahore, 1433 AH, p. 25.
8. Feroz Al Lughat, p. 1437.
9. Feroz Al Lughat, p. 1266.
10. Muhammad bin Suleman, Shaikh, Baghdadi, Hanfi, Naqshbandi, “Tuhfa Naqshbandi” Mutarjum: Molana Sultan Ahmed Afghani, Lahore, 1234 AH, p.38-39.
11. Hussain Khabaz, Mula, Naqshbandi, “Mamolat Hazraat Naqshbandiya”, Mutarjum: Malik Fazaluddin Naqshbandi, Lahore, Sani Literature Society, June 1996, p. 3.
12. Abu al Husnat, Abdullah Shah, Syed “Salook Mujadidya” Hyderabad Minar Book Depo Sales and Publisher, p. 6-7.
13. Muhammad Hidayat Ali, Naqshbandi, Mujadid, “Mayar Salook” Kanpur, Matba Intazami, p. 50.
14. Maktobat Imam Rabani, Daftar Awal, Maktoob 190.
15. Maktobat Imam Rabani, Daftar Awal, Maktoob 39.
16. Al Baqarah: 20:2.
17. Maktobat Imam Rabani, Daftar Awal, Maktoob 46.
18. Al Imran: 117:3.
19. Al Mouminoon: 55-56:57.
20. Maktobat Imam Rabani, Daftar Awal, Maktoob 58.
21. Urwat al Wasqi, Muhammad Masoom, Khuwaja “Azkar Masoomiya” Mutarjum: Noorul Hassan Tanveer, Lahore, Tanzeem Islam Publications, 2016, p. 44.
22. Ibid, p. 145.
23. Ghulam Ali Dehalvi, Shah, “Maqamat Mazhari” Mutarjum: Muhammad Iqbal Mujadadi, Lahore, Progressive Books, 2015, p. 478.
24. Ibid, p. 452.
25. Muhammad Usman Damani, Khuwaja “Maktoobat Usman Damani Tuhfa Zahidiya”, Mutarjum: Muhammad Ahmad Naqshbandi, Mujadadi, Karachi, Zawar Academy Publications, 2020, Maktoob 18, p. 72.
26. Maktoobat Usman Damani, Maktoob 21, p. 77.
27. Sirajuddin, Khuwaja, Molana, “Maktoob Khuwaja Sirajuddin Tuhfa Zahidiya”, Mutarjum: Muhammad Ahmad Naqshbandi, Mujadadi, Karachi, Zawar Academy Publications, 2020, Maktoob 24, p. 204.
28. Maktoob Khuwaja Sirajuddin, Maktoob 31, p. 214.
29. Muhammad Hidayat Ali, Naqshbandi, Mujadid, “Mayar Salook” Kanpur, Matba Intazami, p. 109.
30. Al Juma: 62:10.
31. Mayar Salook, p. 103.
32. Abu Saeed Farooqui, Mujadadi, Shah “Hidayat ul Talibeen”, Mutarjum: Professor Ghulam Mustafa Khan, Naqshbandi, Hyderabad Maktaba Mujadidya, 2013, p. 52.
33. Shah Ahmed Saeed, Dehalvi, “Maktoobat Hazrat Shah Ahmed Saeed Tuhfa Zawariya”, Mutarjum: Muhammad Zahiruddin, Karachi, Zawar Academy Publications, 2011, Maktoob 4, p. 19.
34. Saheeh Bukhari, hadith: 6170, Saheeh Muslim, Hadith; 2641.
35. Muhammad bin Suleman, Shaikh, Baghdadi, Hanfi, Naqshbandi, “Tuhfa Naqshbandi” Mutarjum: Molana Sultan Ahmed Afghani, Lahore, 1433 AH, p. 69.
36. Ibid, p. 77.
37. Abu al Husnat, Abdullah Shah, Syed “Salook Mujadidya” Hyderabad Minar Book Depo Sales and Publisher, p. 80.
38. Salook Mujadidya, p. 91.
39. Al Fatah: 48:29.